



سوال

نماز تراویح کی رکعات السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مکہ مکرمہ میں ۲۰ رکعت تراویح کیوں پڑتے ہیں۔؟

جواب

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

نماز تراویح کا مسئلہ امت کے اہل علم کے ہاں مختلف فیہ ہے اور اس میں کافی تشدد سے کام لیا جاتا ہے۔ درج ذیل میں شیخ صالح المنجد کا تفصیلی فتویٰ نقل کرتے ہیں جو ہمارے لئے راہنمائی کا ذریعہ ہے۔ ہمارے خیال میں مسلمان کو اجتہادی مسائل میں اس طرح کا معاملہ نہیں کرنا چاہیے کہ وہ اہل علم کے مابین اجتہادی مسائل کو ایک حساس مسئلہ بنا کر اسے آپس میں تفرقہ اور مسلمانوں کے مابین فتنہ کا باعث بنا پھرے۔ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ دس رکعت ادا کرنے کے بعد بیٹھ کر وتر کا انتظار کرنے اور امام کے ساتھ نماز تراویح مکمل نہ کرنے والے شخص کے بارہ میں کہتے ہیں کہ: ہمیں بہت ہی افسوس ہوتا ہے کہ امت مسلمہ میں لوگ ایسے مسائل میں اختلاف کرنے لگے ہیں جن میں اختلاف جائز ہے، بلکہ اس اختلاف کو وہ دلوں میں نفرت اور اختلاف کا سبب بنانے لگے ہیں، حالانکہ امت میں اختلاف تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور سے موجود ہے لیکن اس کے باوجود ان کے دلوں میں اختلاف پیدا نہیں ہوا بلکہ ان سب کے دل متفق تھے۔ اس لیے خاص کر نوجوانوں اور ہر ملتزم شخص پر واجب ہے کہ وہ یکمشت ہوں اور سب ایک دوسرے کی مدد کریں کیونکہ ان کے دشمن بہت زیادہ ہیں جو ان کے خلاف تدبیروں میں مصروف ہیں۔ (دیکھیں: الشرح للممتع (225/4) اس مسئلہ میں دونوں گروہ ہی غلو کا شکار ہیں، پہلے گروہ نے گیارہ رکعت سے زیادہ ادا کرنے کو منکر اور بدعت قرار دیا ہے اور دوسرا گروہ صرف گیارہ رکعت ادا کرنے والوں کو لجام کا مخالف قرار دیتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ شیخ الفاضل ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی کیا توجیہ کرتے ہیں: ان کا کہنا ہے کہ: ہم کہیں گے کہ: ہمیں افراط و تفریط اور غلو زب نہیں دیتا، کیونکہ بعض لوگ تراویح کی تعداد میں سنت پر التزام کرنے میں غلو سے کام لیتے اور کہتے ہیں: سنت میں موجود عدد سے زیادہ پڑھنی جائز نہیں، اور وہ گیارہ رکعت سے زیادہ ادا کرنے والوں کو گنہگار اور نافرمان قرار دیتے اور ان کی سخت مخالفت کرتے ہیں۔ بلاشبک و شبہ یہ غلط ہے، اسے گنہگار اور نافرمان کیسے قرار دیا جاسکتا ہے حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز کے بارہ میں سوال کیا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (دو دو) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں پر تعداد کی تحدید نہیں کی، اور یہ معلوم ہونا چاہیے کہ جس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا اسے تعداد کا علم نہیں تھا، کیونکہ جسے نماز کی کیفیت کا ہی علم نہ ہو اس کا عدد سے جاہل ہونا زیادہ اولیٰ ہے، اور پھر وہ شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خادموں میں سے بھی نہیں تھا کہ ہم یہ کہیں کہ اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ہونے والے ہر کام کا علم ہو۔ لہذا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تعداد کی تحدید کیے بغیر نماز کی کیفیت بیان کی ہے تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ اس معاملہ میں وسعت ہے، اور انسان کے لیے جائز ہے کہ وہ سو رکعت پڑھنے کے بعد وتر ادا کرے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ: ”نماز اس طرح ادا کرو جس طرح مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے“ یہ حدیث عموم پر محمول نہیں حتیٰ کہ ان کے ہاں بھی یہ عموم پر نہیں ہے، اس لیے وہ بھی انسان پر یہ واجب قرار نہیں دیتے کہ وہ کبھی پانچ اور کبھی سات اور کبھی نو وتر ادا کریں، اگر ہم اس حدیث کے عموم کو لیں تو ہم یہ کہیں گے کہ: کبھی پانچ کبھی سات اور کبھی نو وتر ادا کرنے واجب ہیں، لیکن ایسا نہیں بلکہ اس حدیث ”نماز اس طرح ادا کرو جس طرح مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے“ کا معنی اور مراد یہ ہے کہ نماز کی کیفیت وہی رکھو لیکن تعداد کے بارہ میں نہیں لیکن جہاں پر تعداد کی تحدید بالنبض موجود ہو۔ بہر حال انسان کو چاہیے کہ وہ کسی وسعت والے معاملے میں لوگوں پر تشدد سے کام نہ لے، حتیٰ کہ ہم نے اس مسئلہ میں تشدد کرنے والے بھائیوں کو دیکھا ہے کہ وہ گیارہ رکعت سے زیادہ آئمہ کو بدعتی قرار دیتے اور مسجد نے نفل جاتے ہیں جس کے باعث وہ اس اجر سے محروم ہو جاتے ہیں جس کے بارہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: ”جو بھی امام کے ساتھ اس کے جانے تک قیام کرے اسے رات بھر قیام کا اجر و ثواب حاصل ہوتا ہے“ (سنن ترمذی حدیث نمبر: 806) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح سنن ترمذی: 646 میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔ کچھ



لوگ دس رکعت ادا کرنے کے بعد بیٹھ جاتے ہیں جس کی بنا پر صفوں میں غلا پیدا ہوتا اور صفیں ٹوٹ جاتی ہیں، اور بعض اوقات تو یہ لوگ باتیں بھی کرتے ہیں جس کی بنا پر نمازی تنگ ہوتے ہیں۔ ہمیں اس میں شک نہیں کہ ہمارے یہ بھائی خیر اور بھلائی ہی چاہتے ہیں اور وہ مجتہد ہیں لیکن ہر مجتہد کا اجتہاد صحیح ہی نہیں ہوتا بلکہ بعض اوقات وہ اجتہاد میں غلطی بھی کر بیٹھتا ہے۔ اور دوسرا گروہ: سنت کا التزام کرنے والوں کے برعکس یہ گروہ گیارہ رکعت ادا کرنے والوں کو غلط قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ اجماع کی مخالفت کر رہے ہیں، اور دلیل میں یہ آیت پیش کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”جو شخص باوجود راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہوا اور دوزخ میں ڈال دیں گے، وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے“ (النساء: 115) آپ سے پہلے جتنے بھی تھے انہیں تینس رکعت کے علاوہ کسی کا علم نہیں تھا، اور وہ انہیں بہت زیادہ منکر قرار دیتے ہیں، لہذا یہ گروہ بھی خطا اور غلطی پر ہے۔ (دیکھیں الشرح للممتع (75-73/4) نماز تراویح میں آٹھ رکعت سے زیادہ کے عدم جواز کے قائلین کے پاس مندرجہ ذیل حدیث دلیل ہے: ابو سلمہ بن عبد الرحمن کہتے ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان میں نماز کیسی تھی؟ تو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہنے لگیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ ادا نہیں کرتے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعت ادا کرتے تھے آپ ان کی طول اور حسن کے بارہ میں کچھ نہ پوچھیں، پھر چار رکعت ادا کرتے آپ ان کے حسن اور طول کے متعلق نہ پوچھیں، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت ادا کرتے، تو میں نے کہا اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ وتر ادا کرنے سے قبل سوتے ہیں؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے: میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل نہیں سوتا۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر: 1909) صحیح مسلم حدیث نمبر: 738) ان کا کہنا ہے کہ یہ حدیث رمضان اور غیر رمضان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کی ہمیشگی پر دلالت کرتی ہے۔ علماء کرام نے اس حدیث کے استدلال کو رد کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے اور فعل وجوب پر دلالت نہیں کرتا۔ رات کی نماز کی رکعات کی تعداد مقید نہ ہونے کے دلائل میں سب سے واضح دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے: ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی نماز کے بارہ میں سوال کیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”رات کی نماز دو رکعت ہے اور جب تم میں سے کوئی ایک صبح ہونے خدشہ محسوس کرے تو اپنی نماز کے لیے ایک رکعت وتر ادا کر لے“ (صحیح بخاری حدیث نمبر: 946)، (صحیح مسلم حدیث نمبر: 749) اس مسئلہ میں علماء کرام کے اقوال پر نظر دوڑانے سے آپ کو یہ علم ہو گا کہ اس میں وسعت ہے اور گیارہ رکعت سے زیادہ ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں، ذیل میں ہم معتبر علماء کرام کے اقوال پیش کرتے ہیں: آئمہ احناف میں سے امام سرخسی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: ہمارے ہاں وتر کے علاوہ میں رکعات ہیں۔ (دیکھیں: المبسوط: 145/2) اور ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: ابو عبد اللہ (یعنی امام احمد) رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں میں رکعت ہی مختار ہیں، امام ثوری، ابو حنیفہ، امام شافعی، کا بھی یہی کہنا ہے، اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ چھتیس رکعت ہیں۔ (دیکھیں: المغنی لابن قدامہ المقدسی (457/1) امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: علماء کرام کے اجماع میں نماز تراویح سنت ہیں، اور ہمارے مذہب میں یہ دس سلام کے ساتھ دو رکعت کر کے میں رکعات ہیں، ان کی ادائیگی باجماعت اور انفرادی دونوں صورتوں میں ہی جائز ہیں۔ (دیکھیں: المجموع للنووی: 31/4) نماز تراویح کی رکعات میں مذاہب اربعہ یہی ہے اور سب کا یہی کہنا ہے کہ نماز تراویح گیارہ رکعت سے زیادہ ہے، اور گیارہ رکعت سے زیادہ کے مندرجہ ذیل اسباب ہو سکتے ہیں: 1- ان کے خیال میں حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس تعداد کی تحدید کی متقاضی نہیں ہے۔ 2- بہت سے سلف رحمہ اللہ تعالیٰ سے گیارہ رکعات سے زیادہ ثابت ہیں۔ (دیکھیں: المغنی لابن قدامہ، 2/604) اور المجموع: 32/4) 3- نبی صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعات ادا کرتے تھے اور یہ رکعات بہت لمبی لمبی ہوتی جو کہ رات کے اکثر حصہ میں پڑھی جاتی تھیں، بلکہ جن راتوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نماز تراویح کی جماعت کروائی تھی اتنی لمبی لمبی کر دیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین طلوع فجر سے صرف اتنا پہلے فارغ ہوئے کہ انہیں خدشہ پیدا ہو گیا کہ ان کی سحری ہی نہ رہ جائے۔ صحابہ کرام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں نماز ادا کرنا پسند کرتے تھے اور اسے لمبا نہیں کرتے تھے، تو علماء کرام نے کا خیال کیا کہ جب امام مقتدیوں کو اس حد تک نماز لمبی پڑھانے تو انہیں مشقت ہوگی، اور ہو سکتا ہے کہ وہ اس سے نفرت ہی کرنے لگیں، لہذا علماء کرام نے یہ کہا کہ امام کو رکعات زیادہ کر لینا چاہیے اور قرأت کم کرے۔ حاصل یہ ہوا کہ: جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جیسی ہی گیارہ رکعت ادا کی اور سنت پر عمل کیا تو یہ بہتر اور بھلا اور سنت پر عمل ہے، اور جس نے قرأت بلکی کر کے رکعات زیادہ کر لیں اس نے بھی بھلا کیا لیکن سنت پر عمل نہیں ہوا، اس لیے ایک دوسرے پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: اگر کوئی نماز تراویح امام ابو حنیفہ، امام شافعی، اور امام احمد رحمہم اللہ کے مسلک کے مطابق میں رکعت یا امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے مسلک کے مطابق چھتیس رکعات ادا کرے یا گیارہ رکعت ادا کرے تو اس نے بھلا کیا، جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے عدم توقیف کی بنا پر تصریح کی ہے، تو رکعات کی کمی اور زیادتی قیام لمبا یا چھوٹا ہونے کے اعتبار سے ہوگی۔ (دیکھیں: الاختیارات: 64) امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: ان صحیح اور حسن احادیث جن میں رمضان المبارک کے قیام کی ترغیب وارد ہے ان میں تعداد کی تخصیص نہیں، اور نہ ہی یہ ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تراویح میں رکعت ادا کی تھیں، بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی راتیں بھی نماز تراویح کی جماعت



کروائی ان میں رکعات کی تعداد بیان نہیں کی گئی، اور چوتھی رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز تراویح سے اس لیے پیچھے رہے کہ کہیں یہ فرض نہ ہو جائیں اور لوگ اس کی ادائیگی سے عاجز ہو جائیں۔ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: یہ صحیح نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تراویح میں رکعات ادا کی تھیں، اور جو یہ حدیث بیان کی جاتی ہے کہ: ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں رکعت ادا کیا کرتے تھے“ یہ حدیث شدید قسم کی ضعیف ہے۔ (دیکھیں: الموسوعۃ الفقھیۃ: 142/27-145) اس کے بعد ہم سائل سے یہ کہیں گے کہ آپ نماز تراویح کی میں رکعات سے تعجب نہ کریں، کیونکہ کئی نسلوں سے آئمہ کرام بھی گزرے وہ بھی ایسا ہی کرتے رہے اور ہر ایک میں خیر و بھلائی ہے۔ سنت وہی ہے جو اوپر بیان کیا چکا ہے۔ یعنی گیارہ رکعات۔ ہذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

محدث فتویٰ کمیٹی

دارالافتاء محدث